رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے۔ اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جہت، رائے کی صحابت بے روے رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو بھیجا جائے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریداری کیجیے اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما خیر شما بسلامت۔ ہندوستان بھر کے ایک مشہور و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ آیا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مسلک کی پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہونا۔

نوٹ

بعض حضرات خریدار ہیں، اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۲۶

مضامین غیر

(بابتہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۵ء)

الادباریات

حضرت سچ پوچھیے تو واقعی ہماری اردو اب اس شدومد سے ترقی کر رہی ہے کہ کوئی دوسری زبان اس سے بازی نہیں لے جا سکتی کہ ہماری زبان ہمارے صوبہ کا محکمہ تعلیم خود ہی ایسی سوجھ بوجھ کا ہے کہ اگر اخبار نویسوں کے مشہور کیے ہوئے یا خود غلط اور غلط نظام و رفتار کی غلط شہرت کا بوجھ لوگوں کے ذہن پر آنکھ بند کر کے ڈال دیتا ہے۔ یہ کمبخت بولتے کچھ ہیں اور پڑھتے کچھ ہیں جو کچھ انہیں پڑھایا جاتا ہے وہ انگلی پکڑ کر سکھایا جاتا ہے لہذا اپنے گھر سے سبق کو غلط خیال کرتے اور روز روز سے بدل لیتے ہیں۔ یہ بہودگی مسلسل جاری ہے۔ حکومت سے کہو تو وہ جواب دے گی کہ جناب تعلیم کا صیغہ تو ہم تمہارے ہاتھوں میں تفویض کر چکے اب یہیں اپنے بچوں کا تو وہ کیوں بناتے ہو۔ ہم تو یہی بدبختی ہے کہ انگریزی کے بارے میں تو کچھ اعتراض کرتے تو ہم بھی کچھ کوشش کرتے۔ یہاں دور سے بیٹھے یہ دیکھتے ہیں کہ ٹکسٹ بک کمیٹی نے مشہور اہل قلم کے نتائج افکار نصاب میں بھر دیے ہیں کوئی اخلاق معافی ہے کوئی شاعر انگریزی دشمن دانی ہے کوئی افکار فطرت ہے کوئی مشاہدہ قدرت ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ فلاں شخص پڑھتے اور اپنے غلط گو استادوں کی زبان سے صرف گرمی دو نقش یعنی ہو تو وہ ہرگز اردو زبان کا ماہر نہیں اور بعض رسالوں کی گھڑ دوڑ میں۔ (نام نہاد ادبی رسالے) ہے لے کر اکثر منشی اور ہیجان کے گڑھے تک سُنئے اخباری کا تذکرہ ان ملکوں کے مدارس میں انگریزی ہیں ان کے ادبی تعلیم کے ترجمے شائع کیجیے تو مرحوم ہو گئی کہ اللہ اللہ

ایسے ایسے نازک خیال ادیب بھی گھر سے بے زبان ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں۔ صاحب کو تمہاری سینہ زوری کی باتیں عجب مغلطے میں جان کر بہت آدمی تعریف کرتے ہیں اور تم بھی کرتے جو یہیں شہادت ہے کثرت رائے پر عمل کرنے کی لہذا تم ہی ناقص ہو جو دوسروں کا نام دھرتے ہو۔ اس کے علاوہ تم ہو وہ لوگ جو انہیں معلوم کر لو گی سے اعتراض کرتے ہو اور حقیقت ان لوگوں کے سخت کلام میں کلام ہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ بڑے بڑے ادیب اپنے اردو مضامین کا انگریزی ترجمہ لیے الفاظ میں کریں کہ اردو کے الفاظ سے وہ مطلب ادا نہ ہوتا ہو۔ اصل یہ ہے برادر ترجمہ آلیات واخلاق وفلسفی کا ایک باب:

یہ تو ہوا پروفیسروں کا جواب۔ اب ذرا ذیل ملکہ اسلامی جواب دوں حضرات کا بھی سن لیجیے جنہیں ٹکسٹ بک کمیٹی کا ممبر ہونے کے باوجود اردو میں لیاقت دھیمی ہی ہے وہ کہتے ہیں جناب اردو ایک مل جلی دست زبان ہے نصاب کی مدرس سال بھر کے بعد آتی ہے ضرور۔ آخر کہاں سے لائیں نئی کتابیں جن سے مضامین انتخاب وانتخاب کریں۔ اردو میں ہی کیا۔ پرانے شعرا کے دیوان میں دیکھا کرتی وصل و ہجر شاعرانہ مبالغہ اور دیگر فحش بھرے پڑے ہیں۔ نثر میں کوئی کتاب ہی موجود نہیں ناول میں اخلاق خراب کرنے والے قصے ہیں۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔ انہیں بچوں کو پڑھانا مناسب نہیں بس ہر پھر کے یہی مصنف باقی رہ گئے جن کا دنیا میں شہرہ ہے اور دنیا جنہیں محسن اردو سمجھتی ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ ایشیا کی سوسائٹی کے زمانے میں تو اردو کی گود بالکل خالی تھی اور سے نصاب کے لیے کتابیں تصنیف کرانی پڑتی تھیں کام پروفیسروں کے ہاتھوں تھا اس وقت کیوں نہ زبان بگڑتی اور نہ محاورے لنگڑے لولے ہوئے جو کام ہوا ہے وہ کس ہوا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ آپ کو سلیقہ کام کرنے کا نہیں آپ کتاب فروشوں کے ہاتھوں اکثر نصاب کے تعین کا اہم کام سپرد کر دیتے ہیں وہ کسی پروفیسر یا مولوی کو گانٹھتے ہیں جو تعلیم سے تعلق رکھتا ہو یا محکمہ تعلیم میں ملازم ہو۔ جا ہے لئے یا نٹ ہو یا نہ ہو یا جس کی کتابیں بازار میں جلد

منتخب ہو جاتی ہیں۔ ایم اے ہو بی اے ہو یہ شرط مطلوب ہے۔ نتیجہ کافی ہیں وہ ٹکسٹ بک کمیٹی میں ہمہ وقت ہمارے یہاں عام طور پر سب شہروں پر طاری ہے۔ زبان کی ہر پروفیسر ایم اے کی قوم ہیں اور اردو شعرا کے جو کچھ ہیں جن کے بے شمار ہونے کا فرض ادا کر کے سٹھیا چکے مطلب ہے بات بالکل ذاتی عداوت یا تعصب یا تنافس اور ہمارے کتابوں سے جو نفرت ہو تو وہ ہے۔ یہ کوئی نئی کہانی تو ہے نہیں۔ مولانا اودھ پنچ بار ہا کتب نصاب پر نکتہ چینی کر چکے ہیں اور خرابی کے اسباب بھی بارہا اشارۃً بیان ہو چکے۔ مگر کوئی کیوں سنے۔ بھلا ایک سید جب قلم کی سی قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے اور دوسرا شخص بھی اسی محفل میں حاضر تھا۔ اتفاق سے تلاوت ہونی شروع کی۔ سید صاحب غلط پڑھتے دوسرے شخص نے ٹوکا کہ حضرت ذرا دیکھ کے پڑھیے۔ سید نے بے تکا سا تو معلوم ہوا قرآن کھلا ہوا یعنی کاتب صاحب ہیں تو خوشنویس مگر آپ سر سے کے غلط نویس بھی ہیں ان تینوں کی آیتیں کاتب صاحب کی طبع زاد میں ساقی نے کہا قرآن ہی غلط ہے۔ بھلا سید صاحب اپنے اس کی توہین کب گوارا کر سکتے تھے جھلا کے بولے۔ "دست آپ کی انتہی سی" "قرآن" "معاذ اللہ تو صحیح ہے اور میرا اعتبار اور قرآن" تمام ہو گیا! مولانا اودھ پنچ کی نکتہ چینی پر بھی جالشینی سید صاحب کے سے ایراد کیے گئے۔

الغرض کار فلاں از دست کتب نصاب تعلیم تربیت دو اردو کیا ہے۔ بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ یہ نظم کس حیثیت کی ہے اس میں کیا دل آویزی ہے جو شاگرد مدارس کیوں اسے ذہن میں محفوظ رکھیں گے۔ سنیے جناب شاعر تباہی کے کرتب دکھاتا اور عبرت نظم سے گزشتہ نظر اس میں پائی تجارتی کرتا ہے:-

ایک مکڑا اور مکھی

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا
لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا
غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے

ہنوں [illegible] مگر چاہیں یہیں کھینچ کے رہنا
آؤ ہو مرے گھر میں تو عزت ہو میری

وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا
کس واسطے بات جو کرنے کی تو ہو جی

حضرت کسی نادان کو دیجیے گا یہ دھوکا
ایسا جال میں کبھی کبھی آنے کی نہیں ہوں

جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا پھر نہیں اترا
مکڑی نے کہا او قربان مجھے سمجھے

تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہوگا
منظور تمہاری مجھے خاطر تھی وگرنہ

کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا
اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے

ٹھہرو گے گھر میں تو ہر اس میں برا کیا
اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں

باہر سے نظر آتا ہے چھوٹی سی یہ کٹیا
لٹکے ہیں دروازوں پہ باریک ہیں پردے

دیواروں کو آئینوں سے میں نے سجایا
مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے

ہر شخص کو سامان یہ میسر نہیں ہوتا
مکھی نے کہا خیر یہ سب ٹھیک ہے لیکن

میں آپ کے گھر آؤں یہ امید نہ رکھنا
ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے

سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اٹھ نہیں سکتا
مکڑی نے کہا دل میں سنی بات جو اس کی

پھانسوں اسے کس طرح یہ کمبخت ہے دانا
سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں

دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا
یہ سوچ کے مکھی سے کہا اس نے بڑی بی

اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبا
ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت

ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا
آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں

سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حسن یہ پوشاک یہ خوبی یہ صفائی

پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا

مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا

انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا

یہ بات کہی اور اڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑی نے اچھل کر اسے پکڑا

بھوکی تھی کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا

نظم میں جھول ہوتی ہے کہ بڑا ہوتا ہے نصحا جیسے نذر کی مکڑی کو مکڑی کہنے خواہ وہ زہر یا وہ اسیر ہو جیسے مجسم [illegible] کہ مکڑی [illegible] صاحب کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے وہ علامت [illegible] دیکھنے کے مشتاق ہیں اور مکڑی کو مکڑا [illegible] مستقیم کہتے ہیں۔ خدا جانے اس تکلف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ مکڑا اور مکڑی دونوں کا وزن ایک ہے نظم میں کوئی تعلق نہیں [illegible] اشعار میں جا بجا حشو زائد ہے۔ مثلاً میں آپ کے گھر آؤں یہ امید نہ رکھنا، کہاں مکڑی کا جالا اور کہاں "کٹیا"۔ تشبیہ تو دی ہے مگر جو شبہ [illegible] جس سے کٹیا کی طرح تصویر پر غلط نقش مرتسم ہوتا ہے۔ خیال تھا کہ اتنا بڑا مشہور فاضل ڈاکٹر مکڑی کے عجیب و غریب خواص اور باریکیاں از حکمت صنعت سے بحث کریگا اور وہ باتیں بتائے گا جو عموماً لوگوں کے کانوں تک نہیں پہونچی ہیں۔ ہمیں اس امر سے انکار نہیں کہ حکایت سے ایک نصیحت ضرور ملتی ہے یعنی خوشامد کا جال خانہ ویران [illegible] بکار آمد ہے۔ آج یہ علم ہم میں آیا کہ شاعروں کی طبیعت کس سے دنیا کرتی ہے۔ دنیا انھیں اوصاف کی تحسین و مدح کرتی ہے جو شاعر کے شعر میں نہیں ہیں بس غریب شاعر خوشامد کے جال میں گرفتار ہو کے اپنی ذات کو شاعر کامل سمجھنے لگتا ہے۔

"انتخاب لاجواب لاہور" مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۹ء میں (جو کہ ایک ہفتہ قبل از تاریخ شایع ہوا ہے) کوئی شیخ محمد صاحب بی او ایل مدرس سیرانوالہ [illegible] انھوں نے منتخب روزگار اشعار بھیجے اور جناب اڈیٹر صاحب انتخاب لاجواب نے خدا جانے خوشامد کی راہ سے یا قابل انتخاب سمجھ کے یا از راہ سخن شناسی مرسلہ اشعار چھاپ دیئے۔ ناظرین مخلص سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ شاعر ہیں اور سخن شناس طبیعت پائی ہے جس کے اعتبار سے آپ مدرس ہیں اب اور کیا چاہیئے۔ امید رکھنی چاہیئے کہ [illegible] یہ شہد اور بڑھیا کا [illegible] شاگردوں کے ذوق [illegible] کو فیضیاب کریگا۔ ان میں نصاب مرتب کرنے والی نظم بھی ہو۔

نظم در نعت مصنفہ من سوز صاحب

وہ نور بنی ہری کی جھلک ۔ کیا رخ ہے جبیں ہے زلف ہے [illegible]
اس جلوے پہ میں ہوں گئے ۔ اس [illegible] تک

شعر ہے ہے

مسکاریوں کی کیفیت ۔ بجلی کی [illegible] میں چمک
واللیل پڑھے زلفوں کی [illegible] ۔ دانتوں میں [illegible]
من سوز [illegible] ۔ اس [illegible]

مقام نعت نبی ہے اللہ اکبر جادہ ادب سے باہر قدم رکھنے پر آمادہ ہیں اہل ذوق خود ہی ادب اور صحت املا وانشا کی داد عنایت فرمائیں۔

من سوز کی مسکاریوں کی واللیل کی تلفیظ اور بجلی کی دھنک میں اب زور [illegible] صاحب کی طبیعت داری کی [illegible] دیکھیے ارشاد ہوتا ہے

دل چھین لیا تری ناز رنگ ۔ چشموں کی [illegible]
[illegible] ۔ آنکھوں [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] نے [illegible] رنگ
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] چھین چھین [illegible]
[illegible]

تیرے [illegible] ۔ دل چھین لیا [illegible] پلک

قاصر صاحب کا تصور ملاحظہ ہو ۔

میری ہستی ہے ترے ناز اٹھانے کے لیے
تو تو پیدا ہی ہوا مجھکو ستانے کے لیے

نا انصافی ہے [illegible] صاحب [illegible] سے شکایت ہے۔ مطلع [illegible] دکھا چکا شعر سنیئے

یہ نصیحت ہے تری [illegible]
دل جو [illegible] لگانے کے لیے

پہلا مصرعہ موزوں [illegible] "" [illegible] پڑھیے۔ بات [illegible] کی ایسی جیسی دوسرا مصرعہ

دل کا فریضہ بیان کرتا ہے جو کبھی چپکے نکلتے سے
تعشقہ بہانا پان پر شیدہ ہیں مگر گرفت ہیں تیسے
بہ بہانہ ہے لفظ انکو دانے کے لیئے
کیا مطلب نجر خالی ہے۔ متوقع عرض ہے سے
دم بھال کو جو چھپایا ہے عیاد سے فاسر
نہ سہلنے کے بجائے تیر سے چھلنے کیلئے
جن چالاک وہ کر۔ کیا عروضی شاعرانہ مانتخاب ہے
انتخاب۔ عروضی کی قوم اور نقطہ شاعری سے ایک ہی
ماں کی بیٹیاں ہیں۔ یعنی اعتبار عروض ساقط از وزن
و اعتبار نقطہ مکری کی وضاحت سبحان اللہ مستقل غزلیں
نظم ہیں اب "عروض" کی باری ہے سہ

دورہ کیا قیا مرنے آئیں گے دن ڈھلے
سورج ندا کے واسطے ہو جاتے تلے "
ہو جاتے تلے لیے ہو جاتے تلے۔ عروضی کی صنعت
قابل آفریں سہ

سے شیشہ زمرہ سے بیک عرض ہے ہری
ساری پرتا ہاتھ دو زعجب شیشہ گری سہ ہے
عرض کا ہوں ترا شیشہ گری عشق ہیں۔ عروض ماشق
قابل تحمل عروض ہے ان خود ہی اصلاح ورکا ہے
یعنی کمبخت دل ہے یہ تو شیشی کا ہو اسکا سید ہے
کا عرض لہذا یوں کہنا چاہیے " دل شیشی بنادو تو
عجب شیشہ گری ہے سہ

بانی دلا کا قبر سے سے میرے سے بود سر
شمع سے نکلا کرم و فلک حیرت سے جلتے ہیں
دیکھا آپ نے کیسے موزون جامع معنی آفرین شعر
ہے۔ میں امید ہوں سے یہ کہ اللہ کیسے اردو
کے بعد دن آنکھ ادبی بھیجے۔ بہت عجائب معلوم
کی سخن شناسی منقریب امیدہ ہوا ہے دانی مسریع پر
نا پر کروگی بنی اور جان لگ سے بہو ہو گی کا وانہ
ہر کا آنکھوں پہنچی ہوگی نزدی کیر سے زینت جسم بنے گی
اخبار کی اطفال کی فوج پیچھے ہو گی۔ دھن دھن بن
کی بچے چھن بن تکی آواز سے نکلے لیے اور بھلے کی کرن
حضرت کی جوتیوں شیئی کیلئے ہو گی اور نمبر شک ہے "
جو رہے کو عکلی کر دیں اخبار میں شکریہ کا شکن تفضل
راقم ادارہ التعلیم

منطقی شاعری اور جالی کے واقعات

(از نواب منطق آرا بیگم)

اب تک عرض عامہ ہو جب تو یہ تھا کہ جیسے انسان کو
جب تک غذا ملتی رہتی ہے اور اس کی طاقت بحال رہتی
ہے عرض عام سا لبہ یہ ہے کہ ہر جیسے انسان سا بہیں
سکتا اگر اسے غذا نہ ملے۔ لیکن اب منطق بھی کمبخت پرانی
باتوں کو جو تی جاتی اور سرکار کی ہاں میں ہاں ملاتی ہو
پہنچے کہا جاتا ہے کہ چالیس پچاس فاقہ کرنے کے بعد سردار
بھگت کا لنگر دو پونڈ جاری ہو گیا۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو
جیل خانہ کے تمام قیدی ہی نہیں بلکہ دن کے تمام مریض
کے چلے دن آگئے۔ جو کوئی دبلا ہوا سے فاقے پر رکھ لو
دے فاقہ دے فاقہ۔ انشاء اللہ وہ اللہ اکبر ہو جائیگا وغیرہ
سرکار کے عشق میں گھل گھل کے آدمی سے ہاتھی ہو جائیگا
آدھ عشق کا نام آگیا۔ یہ حضرت بھی تو بیراں و لاغری
کے چہرے ہوئے ہیں۔ دیکھ لینا اب انکی دال بھی گلیگی۔
دن بدن گانون کا ذکر ہی مفلول ہو گئے ہیں یا تو بہر حال
در ہر روز میں عجب باہر لے والے کی آنکھوں کی
نور روز میں پالنگ کی ضرورت ہے یا بیراں کے ساتھ
ہی قیدی کے اپنی نزہ (عطیہ سرکاری) کا وزن
بڑھتا رہتا ہے۔ ان بدنگا نون کی عقل ہو گئی ہے چیل
سے دوا تو نہ لے اب آپ سے جو لے پر ہانڈی
بڑھاتی تو تم ہی جانو گی۔ نواب ہو گئے ہیں اپنی دمڑی
جاہتی بیگم کے عشق میں دبلے ہوتے جاتی اس فکر میں
مبتلا ہوں کہ دیکھئے یہ عشق دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک
کرتا ہے۔ دیکھیے جب کہ "ان کیں تو بنڈیا اور جاگے
پنڈا دکھا دیتا۔ مجنون ماری باسیاں جنس جھنے کی
یہ نسبت سردار کو ماش جو تا اچھا ہے "

حوالہ سے بتلانے آرام لاہور مورخہ ۹ جولائی ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ لاہور اور سرجیت سنگھ وکیل ہیں وہ کہتے ہیں
ہوئی۔ وکیل صاحب نے کہا کہ ملزم پہلے کسی الزام
میں گرفتار ہوں اور ہم ان کے طرز عمل سے کتنا ہی
اختلاف رکھتے ہوں لیکن ہم ان کی ہمداری کی قدر کرتے
ہیں اس پر مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ آپ یہاں
بیانات تقریر کرنے نہیں آئے ہو

اگر منطق جھٹلا پاس سارہ کرنی دقت ، رکھتا ہو ابھی
بلا پر کیا بڑا ہو بڑھتا ہے تو جوہر کا پانی کا حاجتی ہی
ہے جب اصلی سے کل آتا ہے۔ اگر میں بچاری تو
مدت سے ہر سمجھاری ہوں کہ جو ذکیل کسی مجرم یا ملزم
کی پیروی کرے اسے بھی دھر پکڑ کر کے حوالات (زیر بان
دیکھیا) پہنچا دو ، دیکھو وہ کا مجسٹریٹ کیسے سرکار ہے
جہری منطق یہی نہیں۔ سے ناک بانگ مجی ہوں ہیں
دیکھے مجسٹریٹ وکیل نے نکلے ابھی دن پوری
پہنچا سے فوراً خبر بغاوت فساد کا خاتمہ ہو جائے تب ہی
کرنا۔ اسی کے ساتھ علانیہ پولیس کا محکمہ بھی ختم اور
خفیہ پولیس کا سینہ بھی مخزونہ۔ عاشقوں کی گریاں بھی
اور جلی ساری جیل میں غائب غلہ۔ عاشق بر سر دار دو
کو یہ باہمی سناتا ہو کا عالم۔ یہ جیل ملزم تو دن کے
لیے دیکھا جائیگا۔ دیا انتظام کے تو دھیں سکتی
ہمارے شہر کے مجسٹریٹ شیخ معین الدین بھی زبان منطقی ہیں
آپ کی رائے ہے کہ حماقت اور عشق ایک مرض لازم کے
عرض مفارق نہیں سنا کو ایا جائے کہ گھستے گو سے کے
شائستہ گھر آیا بزور کا قاضی جانے محال ہے۔ علی
ہذا القیاس کو کچھ بھی توت انسان اگر بالقوۃ کا تب عقل
ادیب ہو جائے تو سیکے لنگوری چال چلنے والے شاعر کی
نظام اور اسکے مریدوں اور متحمل دوستوں کے سپرد کر نی
چاہیئے گیہ ترجیح ہے گر ہم اس سے متفق نہیں کہ خدا
نخواستہ مولوی اکبر صاحب ہو ان عقل اور علم کی طرف
سے "فقرہ" ہیں۔ میرا بھی اپنی رائے ہے کہ گو میرے
کہنے سے مجسٹریٹ صاحب کی تجویز کا یہ فقرہ جو حضرت جمل
مجراہی اور نیاز صاحب فتح پوری بنام اکبر مولائی لکھ جائے
میں انھوں نے لکھا ہے حل نہیں سکتا جو زبان زد خاص
کہ اکبر کی صورت سے حماقت برستی ہے اور حماقت کا بھی
علاج ہے کہ ہر عقلمند کی بابت پنج سو کی ضمانت داور
پنج سو کا مچلکا یعنی "پنچی دو ما" لکھ کر شمار عارف تم
دوسروں کی طمانیت حضرت ہر پورٹ دیجئے۔
امید ہے کہ آئندہ اس نظم سے عاشقوں دوستوں کے
کانپی ہوں میں دم کے اندر کی گھانس پر آشنا
سیکھ جائیگے اور ادھر ادھر منہ ڈالنا
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست

دفعہ میں لطف سے فرماتے ہیں

قیاس مع الفارق لیجنڈ بنگو صاحب سے
جو کوپر سپرنٹ صاحب نے فرمایا (بحوالہ السلطان بانکا)
وہ تو آپ کے شاداب پنشن خوار پولیس افسری
فرمانے بیٹھے آپ کا نام مسٹر مورٹ صاحب ہے
مسٹر ملک کی حالت سنی اور چہرہ دیکھ کے آپ کی محبت سے
جذبہ عبرت بے ٹکل ہو گئے ۔ اب ان باتوں کو آپ فرماتے
ہیں کہ مجرموں اور بیگناہ ہونے کا سوال تو حکومت کو معلوم
ہوتا یا حاکم فیصلہ کریگا مگر ان دونوں کا بگڑا اور بہت
دیکھ کے بے ساختہ "واہ" نکل جاتی ہے ۔ ایسے بنگلے
کے جوان کہیں روز پیدا ہوتے ہیں جو کہیں یہ لوگ
نشو نما کرتے کرتے خدا نخواستہ سدھاے تو دو لٹ کر بیٹھے
مزرعہ ہو گئے مگر ہندوستان کو بہت نقصان پہنچ
ظاہر میں بات ایک ہی سی ہے کہ لیجنڈ بنگو سے
سے بات چیت کی مگر سچ پوچھئے تو بہت بڑا فرق ہے
کہ اسے کلکوبے کی کالی زبان کہاں اور کہاں گورے
سرکاری آدمی کی نورانی زبان کہاں گوریمنٹ کو
قیاس کرنا یہ قیاس مع الفارق ہے کہ نہیں ۔ ایسے بنگلو
پر نظر کی پڑی تو مسٹر موبیری کی سنسنی مزاجی کی تو داد
دینا ہو گی دراصل کیا نام ہے مجرمے کی زبان سے
جو ذری بہک جاتے تو لوگ کہیں منطق آرا ایجکیٹر صاحب
میں گالیاں بکنے لگیں دفعہ ۲۹۲ کا ڈر ان حیلوں سے
ایک عربی شاعر کسی امیر زادے کی صحبت میں تھا اتفاق
چھینک آئی حدیث میں ہے کہ اگر تمھارا کوئی
ملاقاتی چھینکے تو کہو "یرحمک اللہ" خدا تم پر رحم
کرے ۔ مگر امیر کے مصاحب پیچھے بیٹھے " کمبخت
کیا بدتمیز ہے نہ ہوا استرا نہیں تو ناک اڑا دیتے
اتنے میں امیر صاحب سے وہ خطا ہوئی جس پر لوگ ک
نیند کر لیتے ہیں اور مصاحبوں نے کہنا شروع کیا
"یرحمک اللہ یرحمک اللہ" شاعر ان خوشامدیوں کی
سے سے پر جلا جنا بیٹھا تھا بول اٹھا سے
وضرط الدسری مجلسہ
قالوا لہ یرحمک اللہ
وعطس الغلس فی مجلس
کشب وقالوا فیہ واساہ

نمبر وا نقلیں مرتبہ
(عطس الدسری منذ)

ان شعروں کا حاصل یہ ہے کہ بیچارہ مفلس چھینکا
ہے تو لوگ کہتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور کوئی رئیس
آدمی دو فرت سے ملی ادا ہی ہے تو لوگ کہتے
اپنا صحت ہو گئی صحت ہو گئی خدا رحمت کرے۔
اس الٹرا نسی کا مطلب تو یہ ہوا کہ غریب کا ہانا
اور سکی گوز گاہ کا قائم مقام ہو گیا اور امیر کی
گوز گاہیں گئی بلینے کی نائب۔
خبر گرم ہے کہ روسی انجینوں سے اڑنے پر آمادہ
نہیں اس کا زعم ہی جو جہیں ہوا ہے تو ستم کرے کون
کی بلا ۔ دیکھئے وہ روس سے بیٹھے بیٹھے ہندوستان میں
کیسی چہل پہل پیدا کر دی کہ ویران دلوں کے
جھونپڑوں میں بیٹھا ہی کی کمائی جینے لگی ۔ ہر
بڑھیا بیوہ موت کے انتظار میں بیٹھی سینہ کی
افسردہ انگیٹھی کی راکھ میں جوبن کی چنگاری تلاش
کر رہی تھی وہ بھی گرمائی جوان فرزند سے کیل کی
کوٹھری میں مجبوروں کو ستانے لگا اگر شرانے لگے
لگے ۔ ہندوستان کا مجہول بھی پھڑک اٹھا۔
ہائے منطق کی بیہودہ بازاری سے حاکم وقت نہ
وکیل ۔ وکیل نے کہا کہ ملزم کو حکومت وقت سے
محبت نہیں نہ نفرت ضرور ہے اور حاکم صاحب
کی سمجھ میں آیا کہ محبت اور نفرت میں تقابل عدم
و ملکہ نہیں جو درمیانی حالت نکل نہ سکتی ہو ۔ ممکن ہے
کہ محبت نہ ہو اور نفرت بھی نہ ہو ہاں محبت اور نفرت
ایک ہی چیز سے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں معلوم ہوتا ہے
کہ حاکم صاحب اور وکیل صاحب دونوں لال بجھکڑ
کے شاگرد ہیں ۔ مثل مشہور ہے کہ لال بجھکڑ صاحب نے
پہلی مرتبہ امرود دیکھے بازار میں دیکھے نام پوچھا
اور فوراً کب میں ٹانک لیا آگے بڑھے تو بادام دکھا
دیکھا یہ بھی نئی شے تھی اس کا نام بھی لکھ لیا ۔ اور
آگے بڑھے تو ایک بچھو سے پر ایک شہر والے متفق کر بیٹھے
تھے کہ یہ کون سا جانور ہے آپ جلیئے لال بجھکڑ
سے بڑھ کے اور کون تھا جو اس عظیم امتحان سے
کر سکتا آپ نے فوراً حکم دیا ۔ کوئی ڈر اور

جانگ نے تو امرود نہیں تو بادام لکھا تھا نہیں کوئی
شک نہیں ۔ کاش وکیل صاحب یا حاکم صاحب
دائمی لال کی محبت سے امرود اور نفرت سے
بادام سمجھے میں امتیاز کر لیتے ۔
دیکھئے تو جہر دار بنگے کی قسم اس وقت حکومت حل
کر رہی ہے ۔ اور دھاڑ بگڑ و حکومت کی رعیت سے لوگوں
میں تو ماتم ہو یا ہے اور آپ وفضیلی دلوں میں محبت
داخل ہیں ۔ واللہ ہم حکومت کی خیر خواہی کے
اس درجہ قائل نہیں ہیں کہ منکر نہیں کو زمین اور
بیابانی کو سامنے نہیں سمجھنے لگیں ۔
بھائی بنچ قاعدہ کو ہندوستان میں تمام اخبار پڑھنے سے
جانتے ہیں اخبار خیالات آپ کی طرف قی ہے یعنی
کہ آپ ہیروں سے ملی ہیں پہلے وقت سے دامن بچھر
ہیں فطرت کی تنظیم سے اس زمانے میں پیدا ہو گئے
ابھی منطقی طبیعت کے آدمیوں کی محبت انکھتی اس
میں تو ہر نہیں سکتی ۔ حالانکہ ان کے روئی کی ہے
قسمت بیچ کو جو یہ لیے ہی شکرانے کی گردن پر لاد ا
جائے گا جہیں محبت اور اتفاق سے انتظام سے بر
میں درست دیا ہے مثلاً ہندوستان مصر افریقہ عراق
وغیرہ ۔ چنانچہ آپ مصر کے ہائی کمشنر مقرر کیے گئے ۔
اور آپ نے نہایت قابلیت اور عالی ہمتی سے
مصر کے تمام قلعوں اور اہل منطق کو نا امید کر دیا ۔
بڑے آدمیوں کے سامنے منطق نہیں چلتی ۔ شتر بل
بیلے تمام فرزاند و فرج کے ساتھ اسکے مقابلہ میں
دن دہاڑے کفا سرنگی ہو رہی ہے ۔ بھلا آپ ہی
بتائیے اگر کوئی بھلا آدمی دن دہاڑے دوپہر کے
وقت یہی دعوے پیش کرے کہ آفتاب نہیں ہے
تو اس کو احمق کہیں گھونسے کا ۔ اس قسم کے انکار کی
جرات صرف ان لوگوں کو ہوتی ہے جو پاگل ہوں
یا جیسی اختیارات نے انھیں اپنی بات زبردستی
منوانے کی گنجائش دی ہو چنانچہ اہل مصر کے تمام مذہب
مذہبی اور قومی مورے موصوف ہائی کمشنر صاحب کے
ایک اشارہ برق سے ہم سے یوں دخل کرتے ہیں
پہلے ہو جاتے تھے کہ سیج اور شکل جنگی جہاز سامل مصر
پر "تماشا" ہو رہا جیلا کھاتا فنڈ کا ڈالا "اگر" ہے



بلائے روشنی طبع

"بچو - یارو بچو - چکا چوندھ کا عالم ہے - رات بھی تاریک ہے"



اگر جان کے اعتدادہ ہو گئے اور اس کے بعد بابائے کشر صاحب نے ... نے فرمایا "ہاں اب ہو تو بہت زجیں کرتے تھے۔ ہر سے [illegible] وہاں سے وریا سے نیل کے پانی پر حق جتانے اور سوڈان کی سیاسی میں حصہ جتانے۔ اور یہاں مسٹر تو پارلیمنٹ کا معاملہ اچھال گیا۔ کیا تم ہی مہذب ہونے کا دم بھر رکھتے ہو؟"

مسٹر قبلی حقیقت سے واقف ہو رہا ہے مگر غلامی اس کے بادشاہ کا جو ہر ذاتی ہے اسلئے رعایا کبھی شیدا پر رحم نہیں کھاتی اور سر سلامت جیب پر تھی تھی۔ اب جو انگلستان میں مسٹر بریجک [illegible] کی جوڑی کا دور دورہ ہوا تو بنے زمیندار [illegible] کے معاملات کی آنکھیں کھل گئیں۔ جارج ٹاؤن صاحب اس ہزدوری کی دھوکہ بازی میں سکے کے اور انہوں نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا جس کی بابت [illegible] خبر ملی ہے

سکے سے یوں شکر ادا ہو سکے کہ کھیل میں بہت ہوا ہے ... بڑا تیرا اسمبلی میں جارج ٹاؤن اور [illegible] میں مباحثہ ہوتا ہے۔ لائڈ جارج کی کمان تو ادھر سے بالڈون کی کھنچی رہتی ہے جارج ٹاؤن کا تیر ہر طرح جانے۔ بہر حال آج جو نتائج ہو گیا۔ بقائے صدق وکذب کا حال معلوم نہیں۔ سنگ نشنیدہ ہی کیا بات؟ "کا انتظار ہے۔

اس مقدمہ کی ... سے ... کی تعریف کے قابل ہے جس نے مسٹر گاندھی بیچارے کو جو رکھا اور سارے الزام جو بغاوت کی جو سو ہیں وہ سب گلے منڈھ دی کہ وہ قائل تسلیم نہ کریں بیچ سے سیاں گاندھی تو پکارتے رہے کہ "بھوکا ہوں بھوکا ہوں" مگر وہ ہمیشہ ہی کہتے ہیں کہ تم نے بہت کچھ کیا۔ بہر کیف ہر کس ہوتی ہوتی یہاں گاندھی صاحب کو ادر عربانی پر ہمیشہ صاحب کی نظر تھی۔

دوسرے یہ کہ ہمیشہ صاحب خود بھی فیشن کی رعایت سے خوش لباس تھیں۔ مردانہ لباس میں رانوں تک قمیص اور گھٹنوں تک پتلون تھا اس کے مقابل ہمیشہ صاحب کے ذیل میں انشت بھر چکی رہ گیا اور سینے سے نیچے رانوں تک چست وارنج وضع کا گھگرا

ناکو سنگی کروں سنگے بازو۔ ننگی ٹانگیں۔ سینے پر باریک جالی ہو اور شانوں پر موٹے بیرونوں کی صافی۔ دو عریانیاں ایک جگہ جمع ہو کر ہوئیں۔ ہزاروں کی شناخت والی کوئی خوت ملا تو جو نہیں مسلمان عورت ہوئے کی ضرورت ہے ننگے کی نہیں۔

مسٹر گاندھی کے جھونسے والے مزدوروں کے لیڈر ہیں وہ ادب مسلم خوروں سے ناواقف۔ بہر حال نہ گاندھی ہوتے کا اچھا انداس کے قابل اور ننگی کا ننگے ہونے کا سو گیا جواب دینا سخن کی راہ سے بالکل درست ہے۔

سنتی ہوں کہ لندن (یورپ) کی ایک ننگی عورت جس نے اپنے وقت پر ایک تار نہیں رکھا کسی ہوٹل میں ننگی سینہ تانے چلی گئی اور جاتے ہی جھٹ سے کرسی پر ٹوٹ گئی۔ جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے شرمائے مگر وہ شرمائی آخر پولیس نے ہی لیڈی ننگی کو پکڑا۔ لیڈی ننگی قیمیں ستیاگرہ کرنے۔ یہ معلوم نہیں کہ نتیجہ کیا ہوا۔ اگر مسٹر گاندھی بھی ستیاگرہ کرتے تو فائدے میں رہتے

راقمہ بنتِ [illegible] بیگم

مولانا پنچ کی نوک جھونک

سعوالِ لائل

"کیوں صاحب ملک کس کا ہے؟"

"آپ کا"

"رعایا کس کی؟"

"آپ کی"

"بہر ایک ملزم گنہگار ہو تو کس کا؟"

"آپ کا"

"گرفتار کرنے اور رشوت لینے والی پولیس کس کی؟"

"آپ کی"

"حوالات کس کی؟"

"آپ کی"

"ہتھکڑیاں بیڑیاں کس کی؟"

"آپ کی"

"مجسٹریٹ ملازم کس کا؟"

"آپ کا"

"ملزم کے ملوں استغاثہ کون کرتا ہے؟"

"آپ"

"اور وہ استغاثہ کس کی رعیت میں؟"

"آپ کی"

"قانون کس نے بنایا؟"

"آپ نے"

"سزا کس نے مقرر کی؟"

"آپ نے"

"جیل خانہ کس کا ہے؟"

"آپ کا"

"ڈیم سب کچھ تمہارا اور ہم کو کچھ نہیں" غضب خدا کا یہی بات پر چونکتے ہو کہ ہم ازراہ مہربانی اپنی جیب سے زر خرچ کرکے ملزم کے حق میں پیروی کو دوسرے کے بیٹے وکیل مقرر کرانا چاہتے ہیں۔ آخر ناٹ صاحب بھی ہمارے ہم جنس نے بہ لحاظ یقین و اعتقاد صاف صاف کہا کہ حکومت کے خلاف قرار واقعی سازش کی گئی۔ اور جب مقدمہ ایک جلاس سے دوسرے اجلاس پر منتقل کرنے کی درخواست کی گئی تو ہمارے مجسٹریٹ نے فوراً کہہ دیا کہ حکومت نے اپنے استغاثے کے الفاظ درج کیے ہیں یہ عدالت کی توہین نہیں۔ اس پر سب جیب ہو رہے کہ نہیں۔ پھر وکیل مقرر کرنے کے معاملہ میں حیران غور بیشتر ہے۔ ابھی ہمیں تو یہاں تک اختیار ہے کہ ملزم کی صفائی کے گواہ تک مقرر کر سکتے ہیں۔

خود کردہ خود و کوزہ گر و خود گل کوزہ
۔۔۔۔۔۔ بشکست خریداں شد

خلیفہ ہارون رشید نے جب فضل ابن سہل (اپنے ندیم) کو قتل کیا تو اور فضل کے آنسو پونچھنے لگے۔ فرمایا "ہاں تم وقتی کیوں ہو فضل نہیں تو انکی بگڑیں موجود ہیں" لیکے زمانے کی اعلیٰ تربیت یافتہ عورتیں جواب دینا جانتی تھیں۔ بیوہ صاحب لی نے حضور رحلا دھی ایک ایک کر کے خون کے آنسو بہادوں جس نے میرا ہونا کما ایسا شخص یاد گار چھوڑا۔ اب تو اور بھی ... محبت اور بھی بڑھ گئی۔ "قانون میں وہ قیدی جنگی" ... حکومت خود وکیل مقرر کرنا چاہتی ہے اور [illegible]

عزت ملک کی نگاہوں میں اور بڑھ جائیگی اور اگر خدانخواستہ (ذرائت نوہ استہ) کسی قیدی کی بھوک ہڑتال میں جان نکل گئی تو یہ حکومت ہے جس کو کوئی شکایت سنو گی ہم بھی کہینگے "منصفہ الملک نہ ہی" (کیا بھی نام اسلام پر توہ)

سب خیریت ہے

(از حضرت شیخ خاں صاحب انبالی ... زادہ)

"سب خیریت ہے" ایک جملہ ہے جو ہر حال زبان سے نکل جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ابتداء سے یہ تعلیم دیجاتی ہے کہ خدا کی شکایت نہ کرو ہر حال میں شاکر رہو پس وہ جو کوئی رسالہ حال پوچھتا ہے فوراً کہدیتے ہیں "الحمدللہ خیریت ہے" چاہے گھر میں سب ماتم بچھا ہوی ہو۔ زبان ہی نہیں قلم بھی مکتبی تعلیم کی بدولت خطوں میں آداب القاب کے بعد "یہاں سب خیریت ہو" لکھنے کا عادی ہو گیا خواہ وہ خیریت نا ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے لارڈ اِروِن نے بھی پرانے ہندوستانی مکتب میں تعلیم نہیں پائی کیونکہ حضرت عالم ساڈرے ... کی مچھلیاں کھائیں پھر آخر عجب کیا ہو گیا تھا جو ... ہو گئے ... پرسش ہوا اٹھے "معہ ابتدائی آداب و تسلیمات عرض ہے کہ واضح باد کہ ہندوستان بغاوت بیان میں بفضل ایزدی و کرم وہ سب خیریت ہے اور خیر و عافیت آپ لوگوں کی درگاہ خود غرضی سے نیک مطلوب ہے"

پبلک سیفٹی بل زبردستی دھینگا دھینگی سے پاس کروایا گیا۔ یہ ہوئی خیریت کی پہلی علامت۔ ٹریڈ بل پاس کروا کے رکھ ہو گیا۔ اسمبلی پر بم پھینکا: دوسری علامت۔ سائمن صاحب مارے گئے۔ خیریت کی تیسری نشانی۔ پولیس گنہگار اور بے گناہ کسی کو نہیں چھوڑتی۔ جیل بھی بھری ہوئی ہے۔ تلاشیاں لگاتار جاری ہیں" یہ بھی ہمہ وجوہ خیریت کا ضمیمہ۔

گلی کوچے کوچے "انقلاب پائندہ باد" "شہنشاہیت نابود باد" کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ یہ بھی ہمہ وجوہ خیریت کا تتمہ۔

مسٹر لانگ فورڈ جیمز ... فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے ہندو مسلم ... کرنے کی سازش ہوئی ہے ...... ایں ہمہ خیریت۔

"بڑی بات یہ ہے" حضرت کہتے ہیں کہ اگر حکومت نے رپورٹ سائمن کی تجویز مسترد کردی تو ہندوستان میں بغاوت کی آگ مشتعل ہو جائیگی ...... ایں ہمہ خیریت۔

"لارڈ اِروِن نے جب ہند کی سرزمین پر قدم رکھا تھا تو ہندو مسلمان آپس میں گتھے ہوئے تھے۔ دہلی ہو یا لاہور ... کشت و خون معمولی بات عام ہو رہی ہے۔ یہ تھی ابتدائی خیریت۔ اب حضور خدا جانے کس گھاٹ سے روایت سدھار رہے ہیں تو سائمن گو بیک کا تماشا ملاحظہ فرما رہے ہیں اور بنگالی اسٹیج پر بالٹیوں کا ... دیکھ کر سدھارے میں یہ بڑی انتہائی خیریت۔

مگر واہ رے ہم اللہ رے ہماری ذہانت۔ آخر پتا لگا ہی لیا کہ یہ خیریت نوازی کا سبق ازل کردہ ہوئے نہ ہو ہمارے لاٹ صاحب بہادر کو یہ بے محل خیریت بازی پولیس نے سکھائی ہے۔ اکثر پولیس افسر جب اپنے حکام اعلیٰ کے سامنے جاتے ہیں تو اپنے ذاتی مصالح سے حسن انتظام ضبط و نظم ... حفظ ماتقدم ... کا سکہ بٹھانے کے لئے یا ... بلند برتری کے حکام کی بازپرس کے خوف سے ... کشادہ دلی کے ساتھ کہہ دیتے ہیں "حضور کے اقبال سے سب خیریت ہے"

حالانکہ ان کے حلقے میں عظیم الشان بلوا ہوا مگر خیریت ہے! کیونکر؟ اے حضرت خیریت کیوں نہ ہو۔ بلوا تو دفعہ ۳۲۴ یا دفعہ ۱۶۰ کے سانچے میں ڈھل کے خیریت کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ قتل ہوا تب بھی خیریت ہے۔ مگر قتل ... اتفاقی یا خودکشی میں ... لہٰذا سب خیریت ہے۔ مویشی کی چوری "گم شدہ" یا خیانت کی رپورٹ کے تصدق میں خیریت اور بہترین خیریت ہے۔ ڈکیتی اور سرقہ بالجبر کے سنگین واقعات دفعہ ۴۲۴ کے دائرے میں آتے ہی مرحوم ہوگئے تو پھر ہمہ وجوہ خیریت میں کس ... کو، بیچ حسابوں کلام ہو سکتا ہے۔

اگر ہمارا خیال صحیح ہے تو واللہ استاد بھی بخیریت۔ شاگرد بھی بخیریت۔ کتاب (قانون) بھی بخیریت۔ اور مدرسہ بھی بخیریت "... فی حق التربیۃ" اور ... گورنر جنرل یا پولیس کا حق تربیت و تعلیم ضائع نہیں ہوا۔ تنخواہ کے دام حلال طیب۔ گوری کوری سوارت۔ سفر ولایت کی زادراہ سیاح۔

حکایت

عبداللہ بن ابی عمر نے مزید مدنی سے کہا کہ جب کوئی شکاری کتا تم پر جھپٹے یا بھونکے تو فوراً یا معشر الجن والانس کی تلاوت کرنے لگو بس وہ غائب ہو جائیگا۔ پھر کیا مجال جو تمہیں ضرر پہنچے۔

مزید مدنی آدمی ظریف تھے ہنسے اور کہنے لگے۔ "بھائی آج کل تو انسان بھی قرآن پاک کی آیات یاد نہیں رکھتے چہ جائیکہ سگ و گرگ۔ ہزاروں کتے دنیا میں جو حافظ قرآن نہیں لہٰذا سگ گزیدگی کے اس وظیفہ کے ساتھ ایک لاٹھی بھی ہونی لازم ہے۔"

مہاتما گاندھی نے عبداللہ بن ابی عمر کی طرح قانونی بل ڈاگ سے بچاؤ کے لئے سالمانہ عدم تشدد کا عمل تجویز کیا تھا ... اصطلاح عوام میں عدم تشدد ... منفی ... بعض جوان قانون کو حافظ مکارم اخلاق تسلیم نہیں کرتے ان کا خیال ہے کہ بل ڈاگ ... بے مروت ہوتا ہے کہ بساوقات پالنے والے پر بھی جوش کر بیٹھتا ہے اس سے وفا کی امید فضول ہے۔ لہٰذا عصائے ... پستول و بم ... اسمبلی کا واقعہ بم زنی ... علمی ثبوت ہے۔

یہ ... علی ہے اگر ہم کہیں کہ تمام ہند سالمانہ عدم ... رکھتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ... بل ڈاگ کا ضمیر ... نکلی کے ... ہوا اور بار ... بے محل جوش کر ... پھر مالکان بل ڈاگ یا انگریزی ... کی بے پروائی کہ بے گناہ ... کو کسی ... کا ... ذکر ... بدولی اور جوش پھیلا رہا ہے۔ ... جاننا دنیا ... کی نگاہ میں ... ضروری ہے۔

بڑی قدر افزائی یہ ہوگی کہ اردو پنچ کے خط پڑھا ہے ورنہ زبانی واہ واہ کچھ نہ ہوگی۔